مولانا محمد عبید اللہ عفیف

الاستفسار

گذشتہ شمارہ میں ایک استفسار کے جواب میں لکھا گیا تھا کہ قیامت کے روز ہر بچہ کو اس کے والد کے نام پر پکارا جائیگا۔ شمارہ ہذا میں مسئلہ مذکور مزید وضاحت سے پیشِ خدمت ہے۔

جن علماء کا موقف یہ ہے کہ قیامت کے روز ہر بچہ کو ماں کے نام پر پکارا جائیگا، اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں:

۱۔ طبرانی میں ہے:

"عن ابن عباس ان اللہ یدعوا الناس یوم القیامۃ بامھاتھم سترا منہ علی عبادہ"

(عون المعبود ص۳۳۲، ج۴، فتح الباری ص۴۶۳، ج۱۰)

"کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام پر بلائیگا تاکہ ولد الزنا لڑکوں کی پردہ پوشی ہو سکے۔"

مگر اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

"سندہ ضعیف جدًا" (فتح الباری ص۴۶۳ ج۱۰)

"کہ اس حدیث کی سند سخت ضعیف ہے۔"

محقق علامہ حافظ ابن القیمؒ نے سنن ابی داؤد کے حاشیہ پر اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔

جناب ملا علی قاری حنفی نے بھی اس حدیث کو باطل محض لکھا ہے۔ عبارت یہ ہے:

"ومن ذالک حدیث الناس یوم القیامۃ یدعون بامھاتھم لا بآبائھم ھو باطل" (موضوعات کبیر ص۱۲۵)

"کہ منجملہ موضوع احادیث میں سے یہ حدیث بھی موضوع ہے کہ قیامت کے روز لوگوں کو انکی ماؤں کے نام پر آواز دی جائیگی۔ یہ حدیث باطل ہے۔"

جواب نمبر ۲: یہ ان صحیح احادیث کے خلاف ہے جو ابھی آگے بیان ہونگی۔

جواب نمبر ۳: اس حدیث میں "امہاتہم" کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ محمد بن کعب نے "بامہاتہم" کی جگہ "باسماءہم" نقل کیا ہے۔ بہر حال یہ حدیث اس بات کی دلیل نہیں بن سکتی کہ لوگوں کو قیامت کے دن ان کی ماؤں کے نام پر بلایا جائیگا۔

دلیل نمبر ۲: حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے لہٰذا قیامت کے روز ان کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر کسی کو ماں کے نام پر آواز دی جائے گی۔

اس دلیل کا جواب گذشتہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے۔

دلیل نمبر ۳:

امام بغوی علیہ الرحمۃ نے اس سلسلہ میں تیسری دلیل یہ لکھی ہے: "لشرف الحسن والحسین" کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی شرافتِ نسبی کے لحاظ کو مدنظر رکھ کر ہر آدمی کو قیامت کے دن اس کی ماں کے نام پر بلایا جائیگا۔ کیونکہ حضرت حسنینؓ کی شرافت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی مرہونِ منت ہے۔

جواب (۱): یہ بات بالکل من گھڑت ہے کہ حضرت حسنینؓ کی شرافت محض حضرت فاطمہؓ کی مرہونِ منت ہے۔ حسنینؓ کی منقبت وعظمت میں جہاں حضرت فاطمہؓ کا حصہ ہے وہاں حضرت علیؓ کی پدرانہ نسبت برابر کی شریک ہے۔ علاوہ ازیں خود ان کے تقویٰ وطہارت کو نظر انداز کرنا بھی کچھ درست نہیں۔

جواب نمبر ۲:

امام بغویؒ کی یہ دلیل خود ان کی اپنی تجویز کردہ ہے جو سراسر عقیدت کی آئینہ دار ہے اور کسی بھی صحیح یا ضعیف حدیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

جواب نمبر ۳:

مزید برآں یہ بات صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی صحیح حدیث کے خلاف ہے جو آگے آ رہی ہے۔

دلیل نمبر ۴:

اس موقف کی تائید میں آخری بات یہ کہی جاتی ہے کہ والدہ کے نام پر لوگوں کو اس لئے آواز دی جائیگی تاکہ حرامی بچے ذلت ورسوائی سے محفوظ رہ سکیں (معالم التنزیل)

جواب: زنا سے پیدا ہونے والے بچوں کی فضیحت اور رسوائی مطلوب نہیں بلکہ ان لوگوں کی تعریف اور امتیاز مطلوب ہے اور ظاہر بات ہے کہ آدمی کی صحیح پہچان اس کے والد کے نام کے ذریعہ ہوتی

ہے، آتنی ماں کے ذریعہ ہرگز نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں باپوں کے نام پر بلانے پر اگر فضیحت اور ذلت ہوگی تو زانی اور مزنیہ کی ہوگی جنہوں نے یہ نابکاری کی ہوگی۔ اس نابکاری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بچوں کا کیا قصور ہے کہ انہیں موردِ فضیحت والزام گردانا جائے؟ اور پھر یہ بات "الولد للفراش وللعاھر الحجر" کہ بچہ اس کا ہوتا ہے جس کے فراش پر پیدا ہو اور زانی کے لئے پتھر ہے" کے بھی خلاف ہے۔

جواب نمبر ۲:

یہ بات بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی صریح حدیث کے خلاف ہے کہ قیامت کے دن ہر کسی کو اس کے باپ کے نام پر پکارا جائیگا۔ اور اپنے اندر اتنا دم خم بھی نہیں رکھتی کہ اسے متنازعہ مسئلہ میں دلیل ٹھہرایا جائے۔

صحیح موقف اور اس کے دلائل:

از روئے احادیث صحیحہ صحیح یہ ہے کہ ہر بچے کو اس کے باپ کے نام پر بلایا جائیگا چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر فاروقؓ سے روایت ہے:

"عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الغادر یرفع لہ لواء یوم القیامۃ یقال لہ ھذہ غدرۃ فلان بن فلان" (صحیح بخاری باب یدعی الناس بآباءھم، ص۹۱۲، ج ۲)

کہ "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بدعہد اور بے وفا آدمی کیلئے قیامت کے دن ایک جھنڈا بلند کیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری اور بدعہدی ہے۔"

"وفی روایۃ ینصب" (حوالہ مذکور)

کہ "اس کے لئے جھنڈا گاڑا کیا جائیگا۔"

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی کو اس کے باپ کے نام پر پکارا جائیگا کہ دنیا میں وہ جس کی طرف منسوب تھا کیونکہ اس حدیث میں "فلان بن فلان" ہے "فلان بن فلانۃ" نہیں۔ اور "فلان" مذکر ہے اور اس کی مؤنث "فلانۃ" ہوتی ہے۔

چنانچہ محدث ابن بطال فرماتے ہیں:

"فی ھذا الحدیث رد لقول من زعم انھم لا یدعون الا بامھاتھم سترا علی آبائھم" (فتح الباری ص۴۶۲، ج ۱۰)

کہ "اس حدیث میں ان لوگوں کی تردید ہے جو یہ کہتے ہیں کہ باپوں کی سترپوشی کے مدنظر لوگوں کو

قیامت کے روز ان کی ماؤں کے نام پر آواز دی جائیگی ۔ اور باپ کے نام پر بہ نسبت ماں کے نام پر بلانے کے زیادہ تمیز اور پہچان ہوتی ہے ۔ چنانچہ محدث ابن بطال لکھتے ہیں:

"والدعاء بالآباء اشد فی التعریف وابلغ فی التمیز وفی الحدیث جواز الحکم بظواہر الامور۔" (فتح الباری ص۴۶۴ ج۱۰)

"کیونکہ ندا سے مراد تعریف اور تمیز مراد ہے اور بہ نسبت ماؤں کے، باپوں کے نام پر بلایا جانا پہچان اور تمیز کے لئے زیادہ موزوں ہے ۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت میں باطن پر نہیں، بلکہ کسی کی ظاہری حالت میں حکم لگانا جائز ہے ۔"

حدیث نمبر ۲:

"عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم تدعون یوم القیامۃ باسمائکم واسماء آباءکم فاحسنوا اسماءکم وقال ابوداؤد ابن ابی ذکریا لم یدرک ابا الدرداء" (عون المعبود شرح ابی داؤد، ص۴۴۲، ج۴، فتح الباری ص۴۷۶ ج۱۰)

کہ حضرت ابودرداء کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے روز تم سب کو تمہارے اور تمہارے باپوں کے نام پر پکارا جائیگا، اس لئے اپنے اچھے اچھے نام رکھا کرو ۔" امام ابوداؤدؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو منقطع قرار دیا ہے ۔ تاہم حافظ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔ ملاحظہ ہو فتح الباری صفحہ ۴۷۶، ج۱۰ ۔ "اخرجہ ابوداؤد وصححہ ابن حبان"، کہ "اس حدیث کو ابوداؤد نے نقل کیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے ۔"

بہرحال ان احادیث صحیحہ کے پیش نظر صحیح یہ ہے کہ ہر کسی کو قیامت کے دن اس کے باپ کے نام پر آواز دی جائیگی اور ماں کے نام پر بلائے جانے والی حدیث منکر، ضعیف بلکہ بقول ملا علی قاری حنفی موضوع ہے ۔ علامہ علقمی وغیرہ نے ان حدیثوں میں تطبیق دینے کی کوشش بھی کی ہے کہ بعض کو ماں کے نام پر اور بعض کو ان کے باپوں کے نام پر آواز دی جائیگی ۔ بہرحال حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مذکورہ صحیح حدیث اور حافظ ابن قیم کی تحقیق کے مطابق ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے کہ سوائے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باقی سب کو ان کے باپوں کے نام پر بلایا جائیگا ۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فی یوم الحساب!